خانہ میر محمد اسحاق صاحب ناظر صاحب
دار الانوار - قادیان
Qadian

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

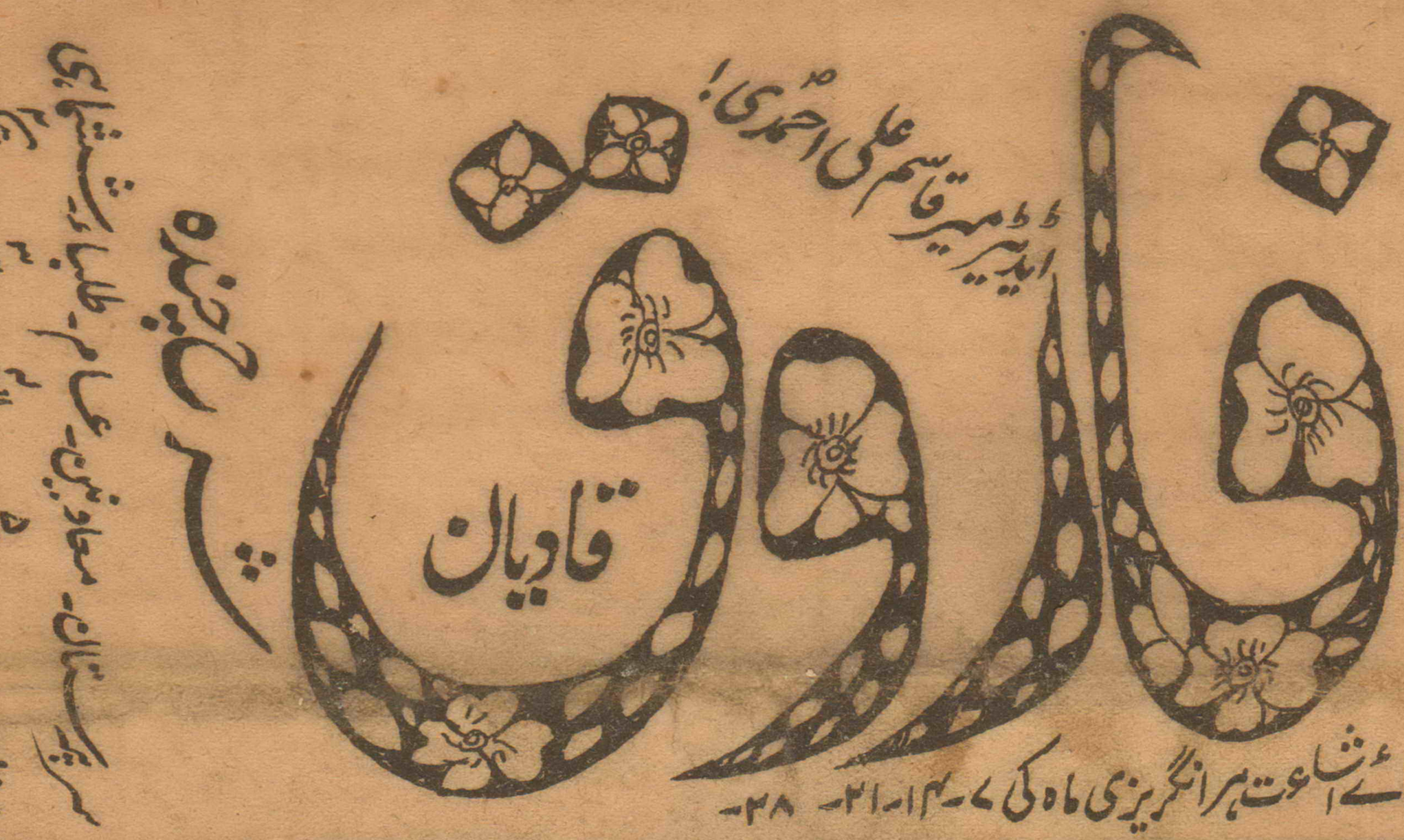

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

شمارہ چنده

سرپرستان - معاونین - عام طلباء پیشگی ہی

عنظم

انڈیا سے باہر چھ روپے آٹھ آنے

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸-

جلد ۲۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۳۷ء | نمبر ۳۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ روبصحت ہے۔ الحمد للہ

(۳) کئی روز سے آسمان دن کو اور کسی دن رات کو بھی ابر آلود رہتا ہے۔ جس سے سردی زیادہ ہو گئی ہے۔ اور ہاتھ پاؤں شل ہوئے جاتے ہیں۔ خدا رحم کرے۔ آمین

(۴) فاروق کے جو خریدار سلسلہ کیلئے اور اپنے لئے فاروق کو مفید نہ سمجھتے ہوں۔ اور وہ اس کی خریداری پسند نہ کرتے ہوں۔ وہ اپنا بقایا جو ان کے ذمہ ہو ادا کر کے فاروق بند کرا دیں۔ ورنہ انکو فاروق کا حق دینا ہوگا۔

مرثیہ

مرحبا صد مرحبا اے پہلوان اہل درد

(از حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری)

(۱)

(۱) آج کیوں بدلا ہے رنگِ آسمانِ اہلِ درد (۴)
(۱) آج کیوں حسرت برستی ہے در و دیوار پر (۲۰۰)
(۱) آج کیوں ہیں طائرِ ارضِ حرم محو سکوت (۴۰۰)
(۱) آج کیوں دل میں وہ اطمینان وہ راحت نہیں (۵۰)
(۱) آج کیوں ضبط و تحمل کہہ رہے ہیں الوداع (۷۰)
(۱) آج کیوں بے چین ہیں دل کس لئے شکلیں اداس (۶۰)
(۱) آج کیوں سینے میں دریائے الم ہے موجزن (۵۰)
(۱) آج کیوں دونوں کے لب پر ایک ہی سی بات ہے (۱۰)
(۱) آج محفل میں نہیں ہے کونسا مستِ الست (۴۰۰)

(۱) آج کیوں پلٹی ہوائے بوستانِ اہلِ درد (۴)
(۱) آج کیوں دلگیر ہیں پیر و جوانِ اہلِ درد (۴)
(۱) آج کیوں پھیکا ہے رنگِ گلستانِ اہلِ درد (۴)
(۱) آج کیوں وحشت کدہ ہے یہ مکانِ اہلِ درد (۴)
(۱) آج کیوں رخصت ہوئی تاب و توانِ اہلِ درد (۴)
(۱) آج کیوں بیتاب ہیں ایذا کشانِ اہلِ درد (۴)
(۱) آج کیوں تھمتے نہیں اشکِ روانِ اہلِ درد (۴)
(۱) آج کیوں بے درد بھی ہیں ہم زبانِ اہلِ درد (۴)
(۱) آج کیوں بے کیف ہیں بادہ کشانِ اہلِ درد (۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) آہ افسوس اخویم عبدالمجید باصفا را
(۲) اس سے اے مختار کہنا چاہتا ہوں حالِ غم (دیکھ)
۱۲۸۵ ۱۱

(۳) جانِ یارانِ طریقت قدردانِ اہلِ درد (۱۲)
(۴) جو خدا بھی سن نہیں سکتا بیانِ اہلِ درد (۱۳)
۱۵ سنہ ۱۳۵۵ ہجری

۲

اے انیسِ اہلِ غم اے قدردانِ اہلِ درد
اے مجسم خلق اے شیریں مقال اے خوش خصال
اے گلِ باغِ وفا اے گوہرِ بحرِ صفا
اے کہ شاہد ہے تیری جرأت کا میدانِ وفا
اے کشادہ دست عالی حوصلہ اے سیر چشم
سیّدِ عالی نسب والا حسب فرّخ شیم
حاجی و حافظ اخی المحترم عبدالمجید
تُو تو ہے خوابِ عدم میں راحت و آرام سے
پہلے آصف[۵] ہی کا غم تھا اب ہے تیرا رنج بھی
چٹکیاں لیتی ہے رہ رہ کر جگر میں تیری یاد
بہ رہے ہیں اس طرح آنسو کہ تھمتے ہی نہیں
عاشقِ نادیدہ تھا تُو احمدِ موعود کا
تیری فطرت پاک خصلت نیک باتیں دلنشیں
آہ کیا اخلاص کیا ایثار تھا کیا انکسار
طرزِ اہلِ دل ترے حُسنِ عمل سے آشکار
تیری نکہت سے مہک اٹھا ترا ماحول بھی
تیرے سب چھوٹے بڑے تجھ سے ہدایت پا گئے
دھن لگی رہتی تھی تجھ کو رات دن تبلیغ کی
تیری ہمت کی طرح تھا کام بھی تیرا بلند
تیری سعیِ خدمتِ ملت کا اللہ رے اثر
آ گیا جب دورِ آخر بڑھ گیا جوش اور بھی
نرغۂ اعدا میں تند و تیز مثلِ رعد و برق
تیرے غم نے کر دیا تازہ غمِ انوار[۶] بھی
تذکرہ سُن سُن کے تیری ضبط و استقلال کا
تو نے ایذائے مرض برداشت کی مردانہ وار

اے فدائے ملت اے شیدائے شانِ اہلِ درد
اے سراپا لطف اے راحت رسانِ اہلِ درد
اے حقیقت آشنا اے راز دانِ اہلِ درد
اے کہ تھا ہر معرکہ میں ہمعنانِ اہلِ درد
اے حلیم و بردبار اے خوش بیانِ اہلِ درد
غمگسارِ خستہ حالاں ہم زبانِ اہلِ درد
صاحبِ ایثار مشہورِ جہانِ اہلِ درد
حالِ دل کیونکر سنائیں غم کشانِ اہلِ درد
آہ یہ دو ہر اقلق اور ایک جانِ اہلِ درد
چونک چونک اٹھتے ہیں بے تاب و توانِ اہلِ درد
جب کوئی دیکھے رواں ہی کاروانِ اہلِ درد
تیری عظمت ہے مُسلّم درمیانِ اہلِ درد
تیری شکل آئینۂ شفاف شانِ اہلِ درد
دوست قائل معترف ہیں دشمنانِ اہلِ درد
قولِ دلکش مظہرِ رنگِ بیانِ اہلِ درد
اے گلِ رعنائے صحنِ بوستانِ اہلِ درد
آج ہیں فضلِ خدا سے مدح خوانِ اہلِ درد
تو اسی میں چین پاتا تھا بسانِ اہلِ درد
چڑھ کے گاڑا ہی مسوری پر نشانِ اہلِ درد
ایک شورِ آفریں ہے درمیانِ اہلِ درد
پیر ہو کر بن گیا تھا نوجوانِ اہلِ درد
عرصۂ تبلیغ میں شیریں زبانِ اہلِ درد
دل پکڑ کر رہ گیا یہ نیم جانِ اہلِ درد
تر زباں ہے جوشِ تحسیں سے جہانِ اہلِ درد
مرحبا صد مرحبا اے پہلوانِ اہلِ درد

شدّتِ تکلیف گو ناگوں میں بھی یہ صبر و شکر
جم کے یوں بیٹھا کہ پھر اُٹھا نہ کوئے یار سے
کیوں نگاہِ رشک سے دیکھیں نہ تیرے ہمصفیر
جو ہیں جانبازانِ راہِ عشق موت ان کو کہاں
تیرے اوصاف جمیلہ ہیں لبِ احباب پر
ہر طرف ذکرِ وفا ہے ہر طرف جوشِ دعا
طالبِ باب اجابت ہے دعاؤں کا ہجوم
بارشوں پر بارشیں نازل ہوں فضل و رحم کی
تیرے پس ماندوں کو دے وہ دولتِ صبرِ جمیل
ان کو حاصل ہو تیرے نقشِ قدم کی پیروی
سرفروشانِ وفا میں امتیازِ خاص پائیں

جوشِ غم میں چند نالے تا بہ لب آ ہی گئے
ورنہ اب مختارؔ ہے اک بے زبانِ اہلِ درد

اللہ اللہ یہ لحاظ و پاس شانِ اہلِ درد
جان دیکر تو نے ظاہر کی ہے آنِ اہلِ درد
خوب ہی لُوٹی بہارِ گل ستانِ اہلِ درد
تو نے پائی ہے حیاتِ جاودانِ اہلِ درد
موجزن ہے بحرِ الفت درمیانِ اہلِ درد
پھول برساتا ہے تجھ پر اک جہانِ اہلِ درد
عازمِ عرشِ بریں ہے کاروانِ اہلِ درد
تجھ سے راضی ہو خدا اے مہربانِ اہلِ درد
جس سے راحت پائے روحِ غم کشانِ اہلِ درد
وہ بھی ہوں تیری طرح آرامِ جانِ اہلِ درد
انگلیاں اُٹھیں کہ یہ ہیں عاشقانِ اہلِ درد

محترم آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خانصاحب کو دُخترِ نیک اختر کی ولادت پر مُبارکباد

تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار ؎ نہ مایوس ہو تجھ سے امیدوار

یہ خبر نہایت دلی مسرّت سے لکھی جاتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پُر اثر دعاؤں سے آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کے مشکوئے معلّیٰ میں ۱۳ر جنوری ۱۹۳۷ء کی شب کو دخترِ نیک اختر پیدا ہوئی۔ یہ سر موصوف کو خدا نے پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ ہم نہایت خلوص دل سے اس ولادت باسعادت کی چوہدری صاحب کی والدہ محترمہ مکرمہ اور چوہدری صاحب اور بیگم صاحبہ سر ظفر اللہ خان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مولودہ مسعودہ کو معزز والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ اور اپنے فضل سے سر موصوف کو فرزندِ نرینہ بھی عطا فرما کر مزید خوشی دِکھائے۔ اٰمین ثم اٰمین ؛

۵۔ خان بہادر آصف الزماں مرحوم سابق کلکٹر گونڈہ رئیس پیلی بھیت برادر حضرت مصنف
۶۔ سید انوار احمد مرحوم رئیس شاہجہان پور برادر حضرت مصنف۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

خداوند کا حُلیّہ بائیبل میں

(از شیخ عبدالقادر احمدی لائل پور)

(۱)

عیسائی صاحبان محض ضد و تعصب کو تاہ اندیشی اور قرآن مجید کے صحیح معانی سے کُلیّتہً نابلد ہونے کے باعث بعض ایسے لایعنی اور لغو اعتراض کر گذرتے ہیں۔ جو کہ نہ تو قرآن مجید کے صحیح معانی کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی زبان عربی ان آیات سے ایسے مستنبط معانی کی اجازت دیتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض آیات کے ان کے بیان کردہ معانی انکا زبان عربی سے دور کا تعلق بھی ثابت نہیں کرتے بلکہ بخلاف وہ ان کی جہالت اور عدم علم قرآن و عربی زبان کا بدیہی اور مبرہن ثبوت ٹھہرتی ہیں۔ یا پھر دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ نصاریٰ اپنی سفلی فطرت سے مجبور ہو کر کتمان حق اور اخفائے حقیقت کی خاطر قرآنی آیات واضحہ کے ایسے غلط معنوں سے خلق خدا کو دھوکہ دینے اور اسلام ہاں حقیقی نجات سے لوگوں کو نفرین کرنے کی ناکام کوشش کر کے نور خدا کو منہ کی پھونکوں سے بجھانے کی تا ابد نہ پوری ہونے والی لغو امیدیں رکھتے ہیں۔ لیکن ان کو کیا خبر کہ۔

؎ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

چنانچہ نصاریٰ عموماً قرآن مجید پر ایسے لغو۔ بے ہودہ۔ بوسیدہ اور فرسودہ اعتراضات کیا کرتے ہیں۔ جن کا کہ محاصل یہ ہوتا ہے کہ (العیاذ باللہ) قرآن مجید نے صفات الٰہیہ کو بطریق احسن پیش نہیں کیا۔ (دیکھو موازنہ انجیل قرآن ص ۵ و ۶) بلکہ یہاں تک کہ قرآن مجید تو خدا تعالیٰ کی اعلیٰ صفات اور اسمائے حسنہ کا عملی نمونہ پیش کرنے سے بکلی قاصر نظر آتا ہے۔ خیر ہمارا اس وقت نصاریٰ کے اس بے بنیاد دعویٰ۔ پادر ہٹوا۔ دروغ بافی اور آیات قرآن پر لغو اعتراضات کی تردید تو مقصود ہی نہیں۔ اور نہ ہی وہ بے شمار آیات واضحہ پیش کر کے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچانے کی ضرورت ہے کہ قرآن مجید ہی نے علیٰ وجہ الحقیقت خدا تعالیٰ کو مستجمع جمیع صفات کاملہ حسنہ۔ و منزہ عن الخطاء وغیرہ گردانا ہے۔ کیونکہ ان موضوعات پر علمائے کرام بے شمار قیمتی مضمون اور کافی۔ وافی کتب سپرد قلم کر چکے ہیں۔ پر ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ اصالتاً اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے۔ تو عیسائیوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اور وہ ہرگز اس کے مجاز نہیں۔ کہ قرآن مجید پر ایسے اعتراضات (محض کم علمی یا تعصب) کی وجہ سے کریں۔ جو کہ انکی ہی مسلّمہ کتب سماویہ پر وارد ہوں۔ اور جن کی کہ حقیقت پرچھائیں کے برابر بھی نہ ہو۔ چنانچہ اگر بائیبل کو اخفائے حق کی عینک اتار کر۔ ضد و ہٹ دھرمی سے بالکل مستعفی اور سرائت تعصب کے زہریلے اثر سے رگ و ریشہ کو محفوظ رکھ کر۔ ادنیٰ تامل اور معمولی غور سے پڑھا جائے۔ تو اس میں جا بجا ایسی ایسی صفات رذیلہ خدائے جلّ شانہٗ کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ جو کہ یقیناً اس مہتمّ بالشان ذات والا صفات حسنہ کی قدوسیت پر بٹہ لگانیوالی ہیں۔ اور جن سے کہ اس قادر مطلق علم کل اور قدوس ہستی ستودہ صفات پر ہر قسم کا عیب۔ نقص اور الزام عائد ہوتا ہے۔ لیکن وائے تف نصاریٰ پر کہ وہ ان آیات کو تو بکلی نظر انداز کئے دیتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی بعض آیات کے بالکل غلط معنی کر کے اس کلام پاک کو الزام دیتے ہیں۔

القصہ ذیل میں بائیبل کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے کہ بخوبی عیاں ہو جائے گا۔ کہ صفات اللہ کو عدم طریق احسن پیش کرنے کا الزام قرآن مجید پر ہرگز عائد نہیں ہو سکتا بلکہ بائیبل مقدس ہی مورد الزام ہذا ہے ؎

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

یعقوب خدا پر کشتی میں غالب آیا

بائیبل کے اچھے خدا ہیں۔ کہ وہ یعقوب نبی پر بھی غالب نہ آسکے۔ بلکہ یعقوب نبی نے خدا سے کشتی کر کے بائیبل کے کمزور اور ناتوان خدا کو خوب پچھاڑا تفصیل کے لئے دیکھو پیدائش ۳۲/۲۴ تا ۲۹) عیسائیو! ذرا لگے ہاتھ بائیبل کی ان آیات کو بغور و خوض پڑھو اور مابعد کسی اور کتاب کو الزام دیں۔ تاکید ہے۔ بتاؤ تو سہی کہ کیا یہی ہے عمدہ صفات والا تمہارا جس پر کہ تم اتراتے ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر بائبل کا خدا کہتا ہے "کہ میں اسرائیل کے لئے پتنگا کی مانند ہوں" عیسائیوں کو ہی مبارک ہو ایسا کمزور اور ناتواں خدا۔

خُدا کا چوری اور ٹھگی کرانا

بنی اسرائیل کو خدا تعالیٰ کہتا ہے "میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ مصر کا بادشاہ تمہیں یوں نہ جانے دیگا۔ نہ بڑے زور سے..... اس لئے میں مصریوں کو ماروں گا۔ تب وہ تمہیں نکال دینگے۔ اور میں تم کو مصریوں کی نظر میں عزت بخشوں گا۔ اور یوں ہوگا کہ جب تم جاؤ گے تو خالی ہاتھ نہ جاؤ گے۔ بلکہ ہر ایک عورت اپنی پڑوسن سے اور اس سے جو اس کے گھر میں رہتی ہے۔ روپے اور سونے کے برتن اور لباس عاریت لیگی۔ اور تم وہ اپنی بیٹیوں اور بیٹوں کو پہناؤ گے اور اس طرح سے تم مصریوں کو غارت کرو گے۔ خروج $\frac{3}{20}$ تا $\frac{3}{22}$)

پھر لکھا ہے "اور خداوند نے موسیٰ سے کہا۔ کہ میں فرعون اور مصریوں پر ایک بلا اور لاؤں گا۔ بعد اس کے وہ تمہیں یہاں سے جانے دیگا۔ اور جب وہ تمہیں جانے دیگا۔ تو یقیناً تم سب کو دھکیا کے نکالے گا۔ سو اب تو لوگوں کے کانوں میں کہ ہر ایک مرد اپنے پڑوسی اور ہر ایک عورت اپنی پڑوسن سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن عاریت لیوے اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نظر میں عزت بخشی۔ اور یہ موسیٰ بھی زمین مصر میں فرعون کے خادموں کے نزدیک اور لوگوں کی نگاہ میں بزرگ تھا۔ (بس موج ہوگئی اب تو لُوٹ مار آسان ہے۔ ناقل) (خروج $\frac{11}{3}$ تا $\frac{11}{3}$) چنانچہ حضرت موسیٰ نے خداوند کی اس نیک تجویز پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو ڈاکہ زنی کا حکم دیدیا۔ جیسا کہ لکھا ہے "اور بنی اسرائیل نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا۔ اور انہوں نے مصریوں سے روپے کے برتن۔ سونے کے برتن اور کپڑے عاریت لئے۔ اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نگاہ میں ایسی عزت بخشی۔ کہ انہوں نے ان (قابل اعتبار اور بزرگ) لوگوں کو عاریت دی۔ اور بنی اسرائیل نے مصریوں کو لوٹ لیا۔ (کیونکہ وہ راتوں رات بیگانہ مال ہضم کر کے نوا اور دو گیارہ ہو گئے۔ ناقل) (خروج $\frac{12}{35-36}$)

نوٹ:۔ اس کے علاوہ پیدائش $\frac{15}{13-14}$) میں بنی اسرائیل کے متعلق لکھا ہے۔ کہ خدا نے ابرہام کو کہا۔ کہ یقین جان کہ تیری اولاد ایک ملک میں جو اُن کا (یعنی مصر) پردیسی ہوگی۔ اور وہاں لوگوں کی غلام بنے گی..... اور وہ بعد اس کے بڑی دولت لے کے نکلیگی۔ (یہی چوری کا مال جس کا کہ اوپر ذکر ہوا) مزید براں زبور $\frac{105}{37}$ تا $\frac{105}{39}$) میں بھی مذکورہ واقعہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا ہے "خدا نے ان کی سرزمین میں سارے پلوٹھے مارے۔ اور ان کی تمام قوت کے پہلے پھل۔ اور وہ انہیں (بنی اسرائیل کو) روپے اور سونے کے ساتھ نکال لایا۔ اور ان کے فرقوں میں ایک بھی ناتوان نہ تھا۔"

لطیفہ ہندوؤں کے خدا اور عیسائیوں کے خدا میں صرف اتنا فرق ہے۔ کہ ہندوؤں کا خدا تو خود چوری کرتا ہوگا۔ لیکن عیسائیوں کا خدا وزا بھلا مانس ہے۔ وہ خود تو چوری نہیں کرتا۔ لیکن لوگوں سے خوب چوری ٹھگی اور ڈاکہ جیسا قبیح فعل ظہور میں لاتا ہے۔ عیسائیوں کو مبارک ہو ایسا خدا۔ قرآن مجید کو الزام دینے دقت کچھ تو حیا کرتے۔ اگر

اب بھی شرم ہے تو چلو بھر پانی میں..... شرم۔ شرم۔ شرم۔

آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے خُدا تھک گیا

قرآن مجید میں تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ **انا خلقنا السمٰوٰت والارض وما بینھما وما مسّنا من لغوب** (سورہ ق رکوع ۳) کہ ہم نے زمین و آسمان و ما فیہا کو پیدا کیا۔ لیکن ہمیں تھکاوٹ نے چھُوا تک نہیں۔ لیکن بائیبل میں لکھا ہے (ا) چھ دن میں خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اور ساتویں دن آرام کیا۔ اور تازہ دم ہوا۔ (خروج $\frac{31}{17}$) تواریخ ۱ $\frac{28}{2}$۔ عبرانیوں $\frac{4}{5}$۔ تواریخ ۲ $\frac{6}{91}$ خروج $\frac{31}{31}$ زبور $\frac{132}{8}$ یسعیاہ $\frac{1}{24}$)

(ب) علاوہ بریں خدا کہتا ہے۔ تو نے اپنے گناہوں سے مجھے باربردار کیا۔ اور خطاؤں سے مجھے تھکایا۔ (یسعیاہ $\frac{43}{24}$) خدا کہتا ہے کہ "میرا جی تمہارے نئے چاندوں اور تمہاری عیدوں سے بیزار ہے۔ وے مجھ پر ایک بوجھ ہیں۔ میں ان کے اٹھانے سے تھک گیا۔ (یسعیاہ $\frac{1}{14}$) تمہاری باتیں میرے حق میں شدت سے سخت ہوئیں۔ (ملاکی $\frac{3}{13}$) میں تجھے برباد کر دوں گا۔ میں تو پچھتاتے پچھتاتے تھک گیا۔ (یرمیاہ $\frac{15}{17}$) (ہوسیع $\frac{13}{14}$)

لیکن برخلاف اس کے بائیبل میں لکھا ہے "کیا تو نہیں جانتا۔ کیا تو نے نہیں سنا خداوند سوا بدی خدا ہے۔ زمین کے کناروں کا پیدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے والا۔ وہ تھک نہیں جاتا اور ماندہ نہیں ہوتا (یسعیاہ ۴۰/۲۸) عیسائیو! ذرا اس آیت اور مذکورۃ الصدر آیات کو چشم دا سے پڑھ کر مقابلہ کرو۔ اور پھر سچ سچ کہو کہ ان آیات کے درمیان کتنا تضاد کتنا تفاوت اور کتنا اختلاف ہے۔ ایک حق پسند بے اختیار کہہ اٹھتا ہے ؎

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

خُداوند خُدا کا پچھتانا اور دلگیر ہونا

بائیبل میں لکھا ہے (۱) "اور خداوند نے دیکھا۔ کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی۔ اور اس کے دل کے تصور اور خیال روز بروز صرف بدی ہی ہوتے ہیں۔ تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا۔ (پیدائش ۶/۵ تا ۷) **نوٹ:۔** بائیبل کے اچھے بے علم خدا ہیں۔ کہ پہلے انسان کو پیدا کرتے۔ اور بعد انسان کے بد ہو جانے پر صدا افسوس کرتے اور پچھتاتے ہیں اور ان کے تباہ کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ (پیدائش ۶/۶) اگر بائیبل کے خدا کو کچھ علم ہوتا۔ تو وہ پہلے انسان کو پیدا ہی نہ کرتا۔ بعد میں پچھتانے سے کیا ہوت۔

(۲) اور انہوں نے اپنی مشورت سے خدا کو بیزار کیا۔..... اور وہ پچھتایا (زبور ۱۰۶/۳۵ و ۴۵) (۳) تو نے مجھے ترک کیا۔ خداوند کہتا ہے تو پیچھے پھر گئی اس لئے میں تجھ پر اپنا ہاتھ بڑھاؤں گا۔ اور تجھے برباد کروں گا۔ میں تو پچھتاتے پچھتاتے تھک گیا۔ (یرمیاہ ۱۵/۶-۵) (۴) تب خدا اس بدی سے جو اس نے کی تھی۔ کہ میں کروں گا۔ پچھتا کے باز آیا۔ اور اس نے ان سے وہ بدی نہ کی۔ (یونا ۳/۱۰) (ہوسیع ۱۳/۱۴ وغیرہ (۵) اس لئے خداوند ان کے کڑھنے سے جو وہ اپنے ستانے والوں اور دُکھ دینے والوں کے سبب کرتے تھے۔ پچھتایا (قاضیوں ۲/۱۸) (۶) خداوند پچھتا کے باز آیا..... اس سے بھی خداوند پچھتا کے باز آیا (عموس ۷/۶-۳)

(۷) کیونکہ خداوند اپنے لوگوں کا انصاف کریگا۔ اور اپنے بندوں کی حالت کے سبب پچھتاویگا۔ جب کہ دیکھا کہ ان کی قوت جاتی رہی (استثناء ۳۲/۳۶) (۸) خدا کہتا ہے کہ شاید وہ شنوا ہوویں۔ اور ہر ایک اپنی بُری راہ سے باز آوے۔ کہ میں پچھتا کے اس بدی سے جو ان کی بدکرداریوں کے باعث ان سے کیا چاہتا ہوں باز آؤں۔ (یرمیاہ ۱۸/۵ و ۱۰) (یرمیاہ ۲۶/۳ و ۴) (۹) کیا افرائیم میرا پیارا بیٹا ہے۔ کیا وہ پسندیدہ فرزند ہے۔ یقیناً۔ باوجودیکہ اس پر عیب لگا۔ تو بھی میں اسے جی جان سے یاد کرتا ہوں۔ اس لئے میری انتڑیاں اس کے لئے مروڑی جاتی ہیں۔ (یرمیاہ ۳۱/۲۰) (۱۰) خدا کہتا ہے کہ میرا دل مجھ میں پیچ کھاتا ہے۔ (ہوسیع ۱۱/۹) (۱۱) خدا کہتا ہے کہ میں کڑھوں گا۔ اور ماتم کروں گا۔ (میکا ۱/۸)

لیکن برخلاف اس کے بائیبل میں لکھا ہے (۱) "خدا انسان نہیں جو جھوٹ بولے۔ نہ آدمی زاد ہے کہ پشیمان ہو (گنتی ۲۳/۱۹) (ب) اسرائیل کا وفادار جھوٹ نہیں بولتا۔ اور پشیمان نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ انسان نہیں کہ پچھتاوے۔ (سموئیل ۱ ۱۵/۲۹) خرق (۲۴/۱۴) (یرمیاہ ۱۵/۶) (رومیوں ۱۱/۲۹) (ہوسیع ۱۳/۱۴) (یعقوب ۱/۱۷) (طیطس ۱/۲) تمطاؤس ۲/۱۳)

پھر لکھا ہے۔ پچھتانا خدا کی آنکھوں سے دور ہے۔ (ہوسیع ۱۳/۱۴) ——— پس اگر اس معیار پر بائیبل کے خدا کو پرکھیں۔ تو وہ خدا ہی نہیں رہتا یا پھر اس اختلاف واضح کو عیسائی حل کردیں۔ دو ہی صورتیں ہیں۔

خدا کی بے وقوفی اور کمزوری

"کیونکہ خدا کی بے وقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے۔ اور خدا کی کمزوری آدمیوں کے زور سے زیادہ زور آور ہے۔ (کرنتھیوں ۱ ۱/۲۵)

خدا کا دغا اور منصوبہ باندھنا اور بانیٔ گناہ ہونا

(ا) تب میں نے کہا کہ ہائے اے خداوند یقیناً تو نے اس قوم کو اور یروشلم کو یہ کہہ کے دغا دی۔ کہ تم سلامت رہو گے۔ حالانکہ تلوار جان پر تھی۔ (یرمیاہ ۴/۱۰) پھر خدا بالفاظ واضحہ اقرار کرتا ہے۔ کہ "اور وہ نبی جو دغا کھا کے کچھ کہے۔ تو جان کہ میں خداوند نے اس نبی کو دغا دی ہے (حزقی ۱۴/۹) عیسائیو جن کے دل اوہام فاسدہ کے شکار تعصب کے رنگ میں رنگین اور قلبی قساوت انتہا کو پہنچ کر۔ اباحت کے غیر معمولی عمیق قعر ظلمانی میں گر گئے ہو۔ خدارا کچھ تو سوچو اور مذکورہ دونوں آیات کو گوش دل سے بار بار پڑھ کر آیت قرآنی مکروا و مکر اللہ کے غلط معنی کر کے اس پر اعتراض کرتے وقت کچھ تو شرم کرو۔ اور خوف خدا کو دل میں جگہ دیکر ایسی واضحہ دروغ بانی سے باز آؤ تاکید ہے۔

(ج) (۱) اور اب میں تجھے حکم دیتا ہوں۔ کہ تو یہواہ کے لوگوں اور یروشلم کے باشندوں سے کہ کہ خداوند یوں فرماتا ہے۔ کہ دیکھ میں تمہارے لئے مصیبت تجویز کرتا ہوں۔ اور تمہاری مخالفت میں منصوبہ باندھتا ہوں۔ (یرمیاہ ۱۸/۱۱) (۲) اے خداوند کیوں تو نے ہمیں اپنی راہوں سے گمراہ کیا۔ کیوں تو نے ہمارے دل کو سخت کیا۔ کہ تجھ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ ڈریں۔ (یسعیاہ ۶۳/۱۷) (۳) اور اس نے فرمایا کہ جا اور ان لوگوں کو کہہ کہ تم سنا کرو۔ پر سمجھو نہیں تم دیکھا کرو۔ پر بوجھو نہیں۔ سو تو ان لوگوں کے دلوں کے ۔ اور ان کے کانوں کو بھاری کر۔ اور ان کی آنکھیں موند۔ تا نہ ہو کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اور اپنے کانوں سے سنیں۔ اور اپنے دلوں میں معلوم کریں۔ اور پھریں اور شفا پاویں (یسعیاہ ۶/۹و۱۰) مقابلہ کرو۔ یوحنا ۱۲/۴۰) (۴) خدا کہتا ہے "سو میں نے انہیں وہ منتیں دیں۔ جو بھلی نہ تھیں۔ اور وے عدالتیں جن سے وہ جیتے نہ رہیں۔..... اور میں نے انہیں ناپاک کیا۔ تاکہ میں انہیں خراب کروں۔ (حزقی ۲۰/۲۵و۲۶) (۵) چنانچہ لکھا ہے۔ کہ میں یعقوب سے محبت مگر عیسو سے نفرت (جیسا کہ وہ ابھی پیدا ہی ہوئے تھے۔ اور "انہوں نے نیکی اور بدی بھی نہ کی تھی۔" (رومیوں ۹/۱۱و۱۳) پس ہم کیا کہیں کہ کیا خدا کے ہاں بے انصافی ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے۔ کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے۔ اس پر رحم کروں گا۔ اور جس پر مہر کرنا منظور ہے۔ اس پر مہر کروں گا۔ پس یہ نہ تو ارادے کرنے والے پر منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر۔ بلکہ رحم کرنے والے خدا پر۔ کیونکہ کتاب مقدس میں فرعون کو کہا گیا ہے۔ کہ میں نے اس وجہ سے تجھے کھڑا کیا۔ کہ تیری وجہ سے اپنی قدرت ظاہر کروں۔ اور میرا نام تمام روئے زمین پر مشہور ہو۔ پس وہ جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے۔ اسے سخت کر دیتا ہے۔ (یضلّ من یّشاءُ ویھدی من یشاءُ پر اعتراض کرنے والے عیسائی بغور پڑھیں) پس تُو مجھ سے کہے گا۔ پھر وہ کیوں عیب لگاتا ہے۔ کون اس کے ارادے کا مقابلہ کرتا ہے۔ اے انسان بھلا تو کون ہے جو خدا کے سامنے جواب دیتا ہے۔ کیا بنی ہوئی چیز بنانے والے سے کہہ سکتی ہے۔ کہ تو نے مجھے کیوں ایسا بنایا۔ کیا کمہار کو مٹی پر اختیار نہیں۔ کہ ایک بوندے میں سے ایک برتن عزت کے لئے بنائے اور دوسرا بے عزتی کے لئے۔ پس کیا تعجب ہے۔ کہ اگر خدا اپنا غضب ظاہر کرنے۔ اور اپنی قدرت آشکارا کرنے کے ارادہ سے غضب کے برتنوں کے ساتھ جو ہلاکت کے لئے تیار ہوئے تھے۔ نہایت تحمّل سے پیش آیا۔ اور یہ اس لئے ہُوا۔ کہ اپنے جلال کی دولت رحم کے برتنوں کے ذریعہ سے آشکارا کرے۔ جو اس نے جلال کے لئے پہلے سے تیار کئے تھے۔ (رومیوں ۹/۱۳تا۲۵)

نوٹ:۔ رومیوں کے مندرجہ بالا باب کو بار بار پڑھو۔ تو عیسائیوں کے تمام اس قسم کے اعتراضات کا الزامی جواب آجاتا ہے۔ جو کہ قرآن مجید کی بعض آیات کے غلط معنی کر کے ان پر کئے جاتے ہیں۔ مثلاً نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ بدی کا محرک ہے۔ وہ گمراہ کرتا ہے۔ دلوں۔ آنکھوں۔ کانوں پر مہریں ثبت کرتا ہے۔ تاکہ انسان نہ سمجھے نہ بوجھے نہ اسلام قبول کرے۔ غرضیکہ وہ بانیٔ گناہ ہے۔ (باقی آرد)

عازمان حج کے لئے مزید معلومات

بسلسلہ اطلاعات مجریہ ۳ر دسمبر ۱۹۳۶ء چند مزید معلومات عازمان حج کی آگاہی کیلئے شائع کی جاتی ہیں۔

(۱) جہاز کے مقررہ تاریخ پر روانہ ہونے کی صورت میں جہاز ران کمپنی پر اس حاجی کو جو کرایہ کی رقم ادا کر چکا ہو ہر ایک دن کا ایک روپیہ ہرجانہ دیگی۔ بشرطیکہ یہ تاخیر کسی ایسے سبب سے نہ ہو جس کی ذمہ واری کمپنی پر عائد نہ ہوئی ہو۔

(۲) حاجیوں کو حجاز کا سفر واقف لوگوں کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ کسی حالت میں بھی اپنا روپیہ یا اسباب کسی اجنبی کے حوالے نہ کیا جائے۔ ریل میں اجنبیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا نہ کئے جائیں۔ (۳) عرشہ جہاز (ڈیک) کے مسافروں کو دونوں درمیانی ڈیکوں پر فی مسافر ۱۶ مربع فٹ جگہ ملتی ہے۔ جہاز کے ہر دالان میں واضح لکیروں سے چھوٹے چھوٹے حصے بنا دیئے گئے ہیں۔ جن میں پانچ یا آٹھ یا دس یا بارہ یا بارہ سے کم حاجی اکٹھے سفر کر سکتے ہیں۔ ہر حصے میں جتنے حاجی رہ سکتے ہیں۔ ان کی تعداد اس حصہ پر لکھدی جاتی ہے۔ ان حدود سے حاجیوں کو آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ (۴) بالائی ڈیک سیر و تفریح کیلئے مخصوص ہیں۔

(۵) حاجیوں کا بھاری اسباب رجسٹرڈ کیا جاتا ہے اور اس پر نمبر دیئے جاتے ہیں۔ اسباب جہاز کے نچلے حصے میں علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ حاجیوں کو اپنے ساتھ صرف وہی چیزیں رکھنے کی اجازت ہے جن کی سفر میں اشد ضرورت ہو۔ ایسی چیزوں کا وزن ایک من (۸۲ پونڈ) سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ (۶) حاجیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ وزنی اشیاء خوردنی مثلاً چاول۔ گیہوں۔ گھی وغیرہ حجاز نہ لے جائیں اس قسم کے سامان کی وجہ سے انکو نہ صرف آمد و رفت کی بندرگاہوں پر مشکلات کا سامنا ہوگا۔ بلکہ حجاز میں بھی جہاں حاجیوں کا اسباب لے جانیوالے اونٹوں کا کرایہ تجارتی سامان کے کرائے کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ خود حجاز میں ضروریات زندگی کی اشیاء ارزاں ہیں۔ (۷) کفن یا دیگر ضروریات کے لئے کپڑے کے پورے تھان ہمراہ لے جانے سے محصول دینا پڑے گا۔ اگر کپڑے کی ضرورت ہو تو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے لے جائیں (۸) حاجیوں کو بستر کے قریب غیر محفوظ چراغ یا بتی جلا کر پڑھنے کی اجازت نہیں۔ (۹) جہاز کے انتظام کے خلاف شکایت ہو تو پہلے کسی برآوردہ حاجی مثلاً امیر الحج یا اس کمیٹی کے کسی ممبر سے جسے پورٹ حج کمیٹی یا جدہ میں برطانی سفارت خانہ نے مقرر کیا ہو مشورہ لیا جائے اگر وجہ معقول ہو تو انہیں سے کسی کے توسط سے شکایت جہاز کے کپتان کے سامنے پیش

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

تناسخ

(۲)

ہمارے آریہ دوستوں کا یہ فرمانا کہ اختلافات جو دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ وہ صرف سابقہ جنموں کے کرموں کی وجہ سے ہی ہو سکتے ہیں۔ اور کسی وجہ سے ہو نہیں سکتے۔ درست نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے پہلے جنم نہ ہوں۔ اور ہم سب اول مرتبہ ہی پیدا کئے گئے ہوں۔ اور مذکورہ بالا اغراض کو مدنظر رکھ کر ہمیں مختلف حیثیتوں میں پیدا کیا گیا ہو کسی کو امیر اور کسی کو درمیانہ درجہ میں اور کسی کو غریب۔ اسی طرح اس غرض کے لئے کہ ہم مختلف علوم حاصل کریں یا مختلف سائنس سیکھیں۔ مختلف قسم کی بیماریاں اور دکھ پیدا کر دیئے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو کوئی بھی سائنس دریافت نہ کی جاتی۔ نہ تو ہمیں علم ہوتا کہ ملیریا کس طرح ہوتا ہے۔ کس طرح اس سے بچنا چاہیئے۔ اور نہ ہی اس کے علاج کا پتہ ہوتا۔ اسی طرح اور امراض کے متعلق بھی ہمیں کچھ علم نہ ہوتا۔*

اب ہمارے آریہ دوست غور کریں کہ کونسے دلائل ہیں جن سے ثابت ہو کہ صرف نیک و بد اعمال کی وجہ سے اس قسم کے اختلافات ہم میں پائے جا رہے ہیں۔ کوئی اور وجہ ہو ہی نہیں سکتی۔ جبکہ نیک و بد اعمال کے علاوہ ایک اور وجہ بھی ایسی بیان کر دی گئی۔ جس کے ذریعہ ہم تمام اختلافات کو بیان کر سکتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے خدا پر بھی کسی قسم کا حرف نہیں آسکتا۔ اب جبکہ ایک بات کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ تو وہ وجہ قابل تسلیم ہو گی۔ جس کے ساتھ دلائل ہوں۔ جیسے فرض کرو۔ کہ ایک شخص اوندھا زمین پر پڑا ہے۔ اور اس کے پاس سے مختلف خیالات کے لوگ گذرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ سجدے میں پڑا دعا مانگ رہا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ شراب و بھنگ کے نشہ میں اس طرح پڑا ہے۔ اور بعض کی رائے میں وہ پیٹ کی درد میں مبتلاء ہے۔

اب کسی کی رائے بھی ہم صحیح نہیں مان سکتے۔ جب تک کہ اس کے ساتھ دلیل نہ ہو۔ لہذا ہمارے آریہ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ تناسخ کے ثبوت میں کوئی دلیل لائیں ورنہ یہ ایک رائے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

علاوہ ازیں اس بات کا دعویٰ کرنا کہ "نیکی کی جزا ضرور نیک ہی ہوا کرتی ہے۔ یا بدی کا بدلہ ضرور بد ہوا کرتا ہے" یہ بھی ہمارے مشاہدات کے خلاف ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جس طرح نیکی کا اجر نیک بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات بد بھی ہو جایا کرتا ہے۔ اور جس طرح بدی کا بدلہ بعض اوقات بد ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات نیک بھی ہو جایا کرتا ہے۔ مثلاً ہم اکثر دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی شخص کسی مظلوم کی مدد کرنے جاتا ہے۔ اور خود بھی زخمی ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات نہیں۔ بلکہ اکثر اوقات پر چار کرنے جاتے ہیں۔ اور ماریں کھاتے۔ اور بعض اوقات جان سے مارے جاتے ہیں۔ جیسا کہ پنڈت رام چندر صاحب کے ساتھ کشمیر میں ہوا۔ اب مظلوم کی مدد کرنا ضرور نیکی ہے۔ اسی طرح پرچار کرنا بھی نیکی ہے لیکن دیکھئے دونوں کے نتائج اکثر اوقات برے نکلتے ہیں۔ پھر بعض اوقات ڈاکو ڈاکہ ڈالنے جاتے ہیں۔ اور راجے مہاراجے بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ ذیل کے قصہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ

"ایک مرتبہ ایک ڈاکو نے دیکھا۔ کہ چند ایک سوار (جو کہ درحقیقت بادشاہ کے آفیسر تھے) نہایت بیش قیمت گھوڑوں پر سوار ہوئے چلے جا رہے ہیں اُس نے سواروں کا پیچھا کیا۔ تاکہ معلوم کرے۔ کہ کہاں جا کر ڈیرے لگاتے ہیں۔ جب ان سواروں نے ایک خاص مقام پر پہنچ کر ڈیرے جما لئے۔ تو ڈاکو واپس آگیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو جمع کرنے میں لگ گیا۔ تاکہ رات کو ڈاکہ ڈالیں۔ ادھر یہ لوگ اپنی طیاریوں میں مصروف تھے۔ کہ بادشاہ بھی بمع اپنی فوج اسی مقام پر جا پہنچا۔ جہاں کہ اس کے آفیسروں نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ جب رات کیوقت

---

* نوٹ:۔ اگرچہ بعض امراض کے متعلق ہمیں علم کامل ابھی تک نہیں۔ لیکن بہت امراض کا علم ہمیں ہو گیا ہے۔ کہ کس طرح وہ ہوتی ہیں۔ اور ان سے بچنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ مثلاً چیچک کو ہی دیکھ لیجئے کہ یورپ کے اکثر ممالک سے یہ قریب قریب غائب ہی ہو چکی ہے۔ اسیطرح جذام کا حال ہے۔ اور سینکڑوں امراض ہیں۔ جن کا پورا پورا علم ڈاکٹروں کو ہو چکا ہے۔ اسیطرح ایک روز ہمیں یہ بھی علم ہو جائیگا۔ کہ اندھے۔ کانے وغیرہ کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ اور کیا تدابیر اختیار کی جاویں۔ کہ اندھے۔ کانے۔ لنگڑے۔ اپاہج وغیرہ پیدا نہ ہوں۔ اگرچہ بہت وجوہات اندھے۔ کانے ہونے کی ہمیں معلوم ہو چکی ہیں۔ اور ان کے علاج بھی معلوم ہو چکے ہیں۔ لیکن بعض ایسی بھی ہیں۔ جن کا علم ہمیں ابھی تک نہیں۔ لیکن امید کی جاتی ہے کہ مستقبل میں ان کا پتہ بھی لگ جائے گا۔ پھر ہمیں سے اندھوں۔ کانوں کے وجود ہی اُڑ جائینگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکو ڈھول بجاتے ہوئے وہاں پہنچے۔ تو شاہی فوج نے انہیں گھیر لیا۔ اب ڈاکوؤں کو ہوش آئی اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ اب ہماری خیر نہیں۔ انمیں سے ایک نے جو بڑا تجربہ کار تھا۔ ایک بات بنائی۔ اور بادشاہ کے حضور کہلا بھیجا۔ کہ ہم بادشاہ سلامت کو ملنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے منت مانی ہوئی تھی۔ کہ کوئی زبردست بادشاہ آئے۔ تو ہم اس کی تشریف آوری پر چڑھاوا چڑھائیں ہم موجودہ حکومت سے نالاں ہیں۔ اور ہماری خواہش ہے۔ کہ حضور کے زیر سایہ رہیں۔ بادشاہ نے اپنے حضور حاضر ہونے کی اجازت دے دی تو انہوں نے بادشاہ کے سامنے پھر وہی کہا۔ کہ حضور کی تشریف آوری سے ہم لوگوں کو بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ اور کہا کہ ہم نے منت مان رکھی تھی۔ کہ جب حضور تشریف لائیں۔ تو چڑھاوا چڑھائیں اس لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ بادشاہ ان کی یہ بات سنکر بہت خوش ہوا۔ اور ملک پر قابض ہونے کے بعد ڈاکوؤں کو ایک بڑی ریاست بخش گیا۔ اب دیکھئے ڈاکہ ڈالنے گئے اور راجے مہاراجے بن بیٹھے۔

یہ ہیں ہمارے مشاہدات جن سے ہم نے اپنے لئے اصول بنائے ہیں۔ اور یہ اصول ہی اصول فلسفہ کہلاتے ہیں۔ لہذا اس دنیا کے تجربات یا مشاہدات سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ہر نیکی کا بدلہ ضرور ہی نیک ہوتا ہے۔ یا ہر بدی کا بدلہ ضرور ہی بد۔ کیا ہم ہر روز مشاہدہ نہیں کرتے۔ کہ وہ جو چالاک ہیں۔ سیدھے سادے لوگوں کو لوٹتے رہتے ہیں۔ اور مزے اڑاتے رہتے ہیں۔ اور دوسرے بیچارے بھوکے مرتے رہتے ہیں۔ اب اگر یہی دنیا دار العمل بھی ہے اور دار الجزاء بھی (جیسا کہ تناسخ ماننے والوں کا عقیدہ ہے۔ اور ہونا بھی چاہیئے) تو کیا وجہ ہے کہ بعض اوقات نیکی کا اجر ہمیں برا ملتا ہے۔ اور بعض اوقات اچھا۔ دار الجزاء میں تو ایسا نہ ہونا چاہیئے تھا۔ اس میں تو خدا کے عدل کا نمونہ ہمارے سامنے ہونا چاہیئے تھا۔ نہ کہ اس قسم کی گڑبڑ۔ جس سے لوگوں کے دلوں میں شکوک اور بدظنیاں پیدا ہوں۔ کیونکہ نیکیوں کے بدنتائج اور بدیوں کے نیک نتائج دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہو سکتے ہیں۔ کہ آیا خدا ہے بھی کہ نہیں۔ اور اگر ہے تو اسے ہمارے اعمال کا خیال بھی ہے کہ نہیں۔ اگر اس کا یہ جواب دیا جاوے کہ جن کو نیکی کرنے کے باوجود برے اجر ملتے ہیں۔ انہوں نے دراصل اپنے کسی سابقہ جنم میں برے کرم کئے تھے۔ جن کا بدلہ تو انہیں اب دیا گیا ہے۔ اور جو نیک کرم اب کئے ہیں ان کا اجر انہیں پھر کسی جنم میں دیا جائیگا۔ اسی طرح جن کو بدی کرنے کے باوجود نیک اجر ملتے ہیں۔ انہوں نے دراصل اپنے کسی سابقہ جنم میں نیک کرم کئے تھے۔ جن کا اجر تو انہیں اب ملا ہے۔ اور جو برے کرم اب کئے ہیں۔ ان کا اجر انہیں پھر کسی جنم میں دیا جائیگا۔ تو ہم دریافت کرینگے۔ کہ کیوں ہمارے سابقہ نیک کرموں کو اس جنم کے برے کرموں سے وابستہ کیا گیا ہے۔ کیوں نہ اس جنم میں کسی اور وقت میں ہمیں سابقہ نیک کرموں کا پھل دے دیا گیا۔ اسی طرح کیوں ہمارے سابقہ برے کرموں کا بدلہ اس جنم کے نیک کرموں سے وابستہ کیا گیا ہے۔ کیوں نہ اس جنم ہی کسی اور وقت میں ہمارے ایسے کرموں کا پھل دے دیا گیا۔ یعنی کہ اگر ہمارے پہلے جنموں کے نیک کرموں کا بدلہ اس جنم میں دینا تھا۔ تو اس بدلے کو اس جنم کے برے کرموں سے وابستہ کرنے کا کیا مطلب۔ اسی طرح اگر ہمارے پہلے جنموں کے برے کرموں کا بدلہ اس جنم میں دینا تھا۔ تو اس بدلے کو ہمارے اس جنم کے نیک کرموں کے ساتھ وابستہ کرنے کا کیا مطلب۔ خدا کے اس فعل سے تو ہمیں دھوکہ لگتا ہے۔ اور ہمارے دلوں میں بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اب ہمارے آریہ دوست بتلائیں کہ ایسا کرنے میں کیا مصلحت ہے۔

الغرض کہ تناسخ کو صحیح مان کر ہم نیکیوں کے بدنتائج اور بدیوں کے نیک نتائج کا جو کہ بعض اوقات دیکھتے ہیں۔ کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ضرور نیکیوں کے نتائج نیک ہی ہوتے ہیں۔ اور بدیوں کے بد۔ اس لئے پھر ہمیں شکوک پڑ جاتے ہیں۔ کہ جب خدا کے نزدیک یہ بھی جائز ہے کہ نیکیوں کے برے اجر بھی دے دیا کرتا ہے۔ اور اسی طرح بدیوں کے نیک اجر بھی دے دیا کرتا ہے۔ تو اپنے آپ کو امیر یا غریب دیکھ کر بھی ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم ضرور ہی جزا یا سزا کی حالت میں ہیں۔ لہذا تناسخ پھر بھی مشکوک حالت میں چلا جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ تناسخ کو ہم کسی طرح بھی صحیح نہیں مان سکتے۔ کیونکہ باوجود امیر یا غریب وغیرہ ہونے کے ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم ضرور ہی جزا یا سزا کی حالت میں ہیں:۔

مذکورہ بالا بیان سے صرف یہ غرض تھی کہ تا آریہ دوستوں کو تبلایا جائے۔ کہ آپ کے پاس تناسخ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ آئندہ ہم تناسخ کے ابطال میں دلائل دینگے:۔ (باقی وارد)

ایک ضروری اطلاع

جن خریداران کا چندہ دسمبر ۳۶ء میں ختم ہو چکا ہے اور جن کے ذمہ سالگذشتہ کا سالانہ یا ششماہی چندہ بقایا ہے اور جن اصحاب نے بار بار وی پی واپس کئے ہیں۔ وہ ازراہ مہربانی اپنا اخلاقی فرض سمجھکر بقایا والے اپنا بقایا اور جن کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ وہ اپنا سال رواں کا چندہ سالانہ یا ششماہی بذریعہ منی آرڈر یا اپنی جماعت کے ماہوار چندہ کیساتھ محاسب صاحب صدر انجمن کے ذریعہ ارسال فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں اور ثواب حاصل کریں۔ اور جو آئندہ خریدار نہ رہنا چاہیں۔ وہ اپنا حساب صاف کر کے اخبار بند کر دینے کی اطلاع دیں۔ بصورت دیگر سب کے نام یکم فروری کو وی پی ارسال ہوں گے (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

تبدیلیٔ عقیدہ کے متعلق امیر پیغام کے عذرات اخام

(۲)

مولوی محمد علی صاحب اپنے عقیدہ کی تبدیلی کا ایک یہ جواب دیتے ہیں :۔ کہ

"امر متنازعہ ہم میں اور تم میں یہ نہیں کہ لفظ نبی اور رسول کا حضرت مسیح موعودؑ پر بولا جاسکتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ یہ لفظ حضرت صاحب کے الہامات میں موجود، تحریروں میں موجود۔ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں موجود" اور نیز لکھا ہے۔

"بھلا ریویو آف ریلیجنز کے تین ہزار صفحات کی ورق گردانی کی محنت مولوی فاضل صاحب نے کیوں اٹھائی۔ جب تنازعہ شروع ہو جانے کے بعد بھی یہ الفاظ ہماری تحریروں میں موجود ہیں" القول الفصل کے جواب میں میں نے لکھا تھا۔ "مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی ماننے میں ہم سب ایک۔ ان کو نبی ماننے میں ایک اگر یہاں نبی کا لفظ اب باوجود اختلاف کے میں استعمال کرسکتا ہوں۔ تو ریویو آف ریلیجنز میں اس کا استعمال کس طرح میرے دعوے کو مضر ہے"۔ (صـ۵)

جناب مولوی محمد علی صاحب کا یہ جواب بھی سراسر مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ فریقین بالاتفاق مانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو غیر نبی اور محض محدث سمجھتے ہوئے آپؑ کو نبی اور رسول کہکر پکارنا درست نہیں اور ایسی صورت میں اس کا آپ کے لئے استعمال موجب تفرقہ ونفاق وفتنہ ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی یہی تعلیم ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام وازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنے کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔..... ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدثیت کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے..... بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں" (دیکھو اشتہار مورخہ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء)

اس اعلان میں حضور نے اس بات کو نہایت واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ توضیح مرام یا ازالہ اوہام میں جہاں کہیں آپ نے اپنے آپ کو محدث بتاتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت یا نبوت ناقصہ ہے۔ وہ صرف سادگی سے۔ یعنی غلطی سے لکھا گیا ہے۔ آئندہ اس کو کاٹا ہوا اور ترمیم شدہ سمجھا جائے اور آئندہ کبھی بھی (جب تک کہ یہ اعلان قائم رہے۔ اور کوئی امر اسے منسوخ کر دینے والا پیدا نہ ہو) آپ کو نہ صرف مطلق طور پر نبی کہنا نادرست ناجائز اور ممنوع ہے۔ بلکہ آپ کے لئے جزوی نبی یا ناقص نبی کے الفاظ کا استعمال بھی جائز نہیں پس اس کے بعد جب تک کہ کوئی امر اس اعلان کو منسوخ قرار دینے والا پیدا نہ ہو۔ یا اس کو منسوخ شدہ نہ سمجھا جائے اس وقت تک کوئی شخص خواہ وہ احمدی ہو یا کوئی اور شخص آپ کے متعلق اس لفظ کو کسی صورت میں بھی استعمال کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ چنانچہ اس اعلان کے بعد جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر بانکشافِ تام یہ بات روشن نہیں ہوئی تھی۔ کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ اور یہ خطاب آپ کو کمال تصریح کے ساتھ نہیں دیا گیا تھا۔ اس وقت تک حضور نے اس لفظ کو نہ مطلق طور پر کبھی اپنے متعلق استعمال کیا۔ نہ بقید جزوی یا ناقص۔ بلکہ ہمیشہ دعوئے نبوت سے اور اس لفظ کا مصداق ہونے سے انکار کرتے رہے۔ جیسا کہ خود مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب تحریک احمدیت کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں :۔

"اس کے بعد جس قدر کتابیں آپ کی طرف سے شائع ہوتی رہیں۔ قریباً قریباً ان سب میں دعوئی نبوت سے کھلا انکار موجود ہے۔ یہاں صرف چند حوالے دیئے جاتے ہیں"

اور اس کے بعد حضورؑ کی ۱۸۹۱ء سے لے کر ۱۸۹۸ء تک کی مختلف چھ کتابوں کے اس بارہ میں حوالے دیئے ہیں :۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس جب اس اعلان کا مطلب خود حضورؑ نے یہ سمجھا۔ کہ آپ کو غیر نبی اور محدّث مانتے ہوئے آپ کے لئے اس لفظ کا استعمال کسی صورت میں بھی روا نہیں۔ اور اسی بناء پر نہ صرف خود حضورؑ نے اپنے لئے (اس وقت تک کہ آپ پر کامل انکشاف ہوگیا۔ جس نے آپ کو اپنے متعلق اس لفظ کے استعمال پر مجبور کر دیا۔ کبھی اس لفظ کو استعمال نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی اس زمانہ میں جماعت کے کسی فرد نے کبھی آپ کے حق میں اس لفظ کو استعمال کیا۔ اور اسی بنا پر خود مولوی محمد علی صاحب اور ان کے دوسرے ہم خیال غیر مبایعین ہمیشہ جماعت احمدیہ پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ حضور کو نبی کیوں کہتے ہیں۔

باقی رہا یہ کہ مولوی محمد علی صاحب نے القول الفصل کے جواب میں یہ بات کس بناء پر لکھی تھی۔ کہ

"مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی ماننے میں ہم سب ایک۔ ان کو نبی ماننے میں ایک" سو اگر انہوں نے حضور کو غیر نبی اور محدّث سمجھتے ہوئے ایسا لکھا۔ جیسا کہ ان کی اس وقت کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ اس القول الفصل کے جواب میں بھی انہوں نے اسی بات پر سارا زور خرچ کیا ہے۔ تو ان کا حضورؑ کو نبی کہنا خود ان کے اپنے الفاظ میں "ایک لغو حرکت ہے کہ جس کا مرتکب یا تو ایک ایسا غبی ہو سکتا ہے۔ جس کو یہ بھی علم نہ ہو کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اور تمام جماعت احمدیہ بالاتفاق اسے ناجائز اور موجب فتنہ یقین کرتی ہے۔ اور عملاً اس سے پورے طور پر مجتنب رہتی ہے۔

"اور یا پھر ایک حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور تلبیس سے کام لینا ہے۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا۔ اس کی اغراض کے منافی ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۳ر فروری ۱۸۹۲ء کے مذکورہ بالا اعلان کے بعد بھی متعدد مرتبہ اس بات سے منع فرمایا ہے۔ کہ آپ کو غیر نبی اور محض محدث مانتے ہوئے آپ کے متعلق لفظ نبی کو استعمال کیا جائے۔ چنانچہ انجام آتھم کے صـ۲۷ پر فرماتے ہیں۔

"اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے"

اور مکتوب مورخہ ۷ر اگست ۱۸۹۹ء مندرجہ اخبار الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ پرچہ ۱۷ر اگست ۱۸۹۹ء میں فرماتے ہیں۔

"ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے"

حضور کے ان ارشادات کے بعد یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی نہ سمجھنے کے باوجود آپ کو نبی بتانا اور آپ کے لئے لفظ نبی کو استعمال کرنا آپ کی تعلیمات کی رو سے جائز ہے۔ یا یہ کہ جماعت احمدیہ اسے جائز سمجھتی ہے۔ کسی احمدی کا بلکہ کسی دیانتدار غیر شخص کا کام بھی نہیں ہو سکتا۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اس جواب کے ضمن میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں ہم پر (یعنی مولوی محمد علی صاحب پر) یہ الزام رکھ کر کہ

"ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے نبی کہا" ہماری تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ہم پہلے حضرت صاحب کو حقیقی اور کامل نبی سمجھتے تھے۔ اور جزوی اور ظلی کا لفظ ہماری بعد کی ایجاد ہے"

اور یہ بھی مولوی محمد علی صاحب کی ایک خلاف بیانی ہے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ انہوں نے ریویو آف ریلیجنز کی اپنی تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جا بجا نبی۔ رسول۔ مدعی نبوت۔ مدعی رسالت۔ موعود نبی۔ موعود پیغمبر پیغمبر آخر زمان اور نبی آخر زمان بتایا ہے۔ وہاں کبھی بھی انہوں نے حضورؑ کے لئے نہ صرف جزوی نبی یا ناقص نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ کبھی ظلّی۔ بروزی غیر حقیقی اور غیر مستقل معنوں میں نبی بھی نہیں کہا۔ مگر رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں مولوی محمد علی صاحب کی کسی تحریر سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکالا گیا۔ اور نہ ان کے متعلق اس میں کہیں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ "ریویو آف ریلیجنز کے مضامین کے لکھنے کے وقت حضور کو حقیقی اور کامل نبی سمجھتے تھے"

اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقی نبی اور کامل نبی کا لفظ صاحب شریعت نبی کے لئے مخصوص قرار دیا ہے۔ اور اپنے متعلق کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔ کہ آپ صاحب شریعت جدیدہ یا مستقل طور پر صاحب شریعت ہرگز نہیں ہیں۔ اور اسی کے مطابق ہمارا

لہ گو مولوی محمد علی صاحب ہمارے عقائد کے متعلق غلط فہمی پھیلانے اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی غرض سے ہماری طرف یہ بات ہمیشہ منسوب کرتے رہتے ہیں۔ کہ ہم حضورؑ کو حقیقی نبی اور کامل نبی کہکر پکارتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان ناموں سے پکارتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنا عقیدہ بھی ہے۔ تو ہم اپنے عقیدہ کی تائید میں یہ بات کیونکر پیش کر سکتے تھے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجنز میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی نبی اور کامل نبی یعنی صاحب شریعت نبی بتاتے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نبی بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے۔ جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔" (مکتوب مورخہ ۷ر اگست ۱۸۹۹ء)

اور نبوت تامہ کاملہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

"اِنَّ النُّبُوَّۃَ التَّامَّۃَ الْکَامِلَۃَ لِوَحْیِ الشَّرِیْعَۃِ قَدِ انْقَطَعَتْ۔"

(توضیح مرام صفحہ ۲)

یعنے نبوت تامہ (کاملہ) جو وحی شریعت کی حامل ہوتی رہے۔ وہ منقطع ہو چکی ہے۔

غرض مولوی محمد علی صاحب نے رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کے جواب میں اس کے اصل دعویٰ کو چھوڑ کر اور اپنے دماغ سے ایک دعویٰ گھڑ کر اس رسالہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ایک طرف تو تفریط سے کام لیا ہے۔ یعنی اسے ایسا گرایا ہے کہ اصل دعویٰ کی نقیض کا مترادف بنا دیا ہے۔ اور دوسری طرف افراط سے کام لیکر حضورؑ کو حقیقی نبی اور کامل نبی یعنی صاحب شریعت نبی سمجھنے کا غلط دعویٰ اپنے عقیدہ کے متعلق رسالہ مذکورہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور اگر اس سے ان کی مراد صاحب شریعت جدیدہ نہیں۔ بلکہ وہ معنے مراد ہیں۔ جو حضورؑ نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۳۸ پر بیان فرمائے ہیں۔ کہ

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت[1] کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔"

تو اس صورت میں ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کی ریویو آف ریلیجنز کی تحریرات (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰ پر)

یقیناً یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی معنوں میں نبی ثابت کرتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مولوی صاحب اب اس بات کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ حالانکہ ریویو آف ریلیجنز میں وہ بیسیوں مرتبہ دُہرا دُہرا کر نہایت صراحت کے ساتھ اس مدعا کا اظہار کر چکے ہیں۔

کمزوروں اور بوڑھوں کے لئے آب حیات ہے

امرت بوٹی ہر قسم کی کمی اور مردانہ کمزوری کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ جس کی قدر و قیمت استعمال کرنے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ دل دھڑکتا ہو۔ خون کی کمی ہو۔ چہرہ کا رنگ زرد اور پژمردہ سا ہو گیا ہو۔ سانس پھولتا ہو۔ جریان کی وجہ سے کمر میں درد رہتا ہو۔ قوت مردانہ پانی کی طرح رقیق اور بہتی ہو۔ احتلام کی کثرت اور سرعت کی بیماری لگ چکی ہو۔ جگر کام نہ کرتا ہو۔ قوت ہاضمہ خراب اور بھوک کے نہ لگنے کی ہر دم شکایت رہتی ہو تو اس اکسیر حیات امرت بوٹی کو حاصل کریں۔ قیمت ۲۱ روزہ معہ امرت رس کے عہ

محافظ دندان

پائیریا ایک خوف ناک مرض ہے۔ طبیب۔ ڈاکٹروں کو ہی معلوم ہے۔ کہ جب یہ مرض بگڑ جاتا ہے تو کسقدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس مرض کے جراثیم کو ہلاک کرنے اور صفائی کرنے۔ مسوڑھوں کو مضبوط کرنے کے لئے چار ادویات حاصل کریں۔

پائیرس پوڈر ۱ ۱/۲ ۲۔ پائیرس کریم۔ پائیرس لوشن۔ جملہ قیمت ہر چہار ادویات کا بکس عہ ÷ ملنے کا پتہ

خاکسار۔ فقیر احمد خان احمدی حکیم حاذق جالندھر چھاؤنی پنجاب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵)

ناواقف لوگ یہ سمجھیں کہ گویا ہم آپ کو صاحب شریعت نبی سمجھتے ہیں۔ مگر اس بات کو وہ بھی بخوبی جانتے ہیں۔ کہ ہم حضورؑ کو شارع نبی ہرگز نہیں سمجھتے۔ چنانچہ وہ النبوۃ فی الاسلام کی تمہید کے صفحہ ۲۳ پر وہ یہاں تک لکھتے ہیں۔ کہ کامل نبی مان کر بھی تم ان کو مرتبہ اس سے زیادہ کوئی نہیں دیتے جو مرتبہ ہم ان کو جزئی نبی مان کر دیتے ہیں۔" منہ

[1] بعض لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس جگہ نبی سے مراد محض محدث یعنی غیر نبی ملہم ہے۔ اور اتنا نہیں سمجھتے ہیں۔ کہ اس جگہ حضورؑ نے شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو" کے الفاظ رکھ کر اس وہم کا دروازہ بند کر دیا ہوا ہے۔ کیونکہ "ضروری نہیں" کا مدعا یہ ہے کہ اس کے لئے شریعت کا لانا بھی جائز ہوتا ہے۔ اور نہ لانا بھی۔ اور اسی طرح کسی صاحب شریعت رسول کا متبع ہونا بھی جائز ہے اور متبع نہ ہونا بھی۔ لیکن کسی محدث یعنی غیر نبی ملہم کے لئے صاحب شریعت ہونا اور کسی صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہونا بھی ممکن ہی نہیں ہے۔ (فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امیر پیغام بحث کو ٹال رہے ہیں

مولوی محمد علی صاحب (لاہوری امیر) کہتے ہیں۔ مباحثہ دو مسائل پر ہو۔ (۱) تکفیر مسلمین۔ (منکرین مرزا) پر (۲) نبوت مرزا پر۔ خلیفہ قادیان نبوت مرزا پر بحث کرنے کی منظوری دے چکا ہے۔ مگر مسئلہ تکفیر پر خاموش ہے۔ مولوی محمد علی لاہوری کہتا ہے۔ کہ مسئلہ تکفیر پر پہلے مباحثہ ہو۔ فریقین کی نیت کا اظہار تو ہم نہیں کرتے۔ گو ہم ان رموز سے واقف ہیں۔ لیکن اتنا ضرور کہتے ہیں۔ کہ ان دونوں مضمونوں میں سے مسئلہ نبوت اصل ہے اور تکفیر اس کی فرع ہے۔ اسی لئے خلیفہ قادیان نے لکھا ہے کہ:۔

"ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں۔" (انوار خلافت ص۹)

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ قادیان اصولی بات کرتا ہے۔ اور لاہوری امیر صاحب کسی مخفی غرض سے اس کو ٹال رہے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ کفر مرتب ہے انکار نبوت پر۔ پس بحث کا اصل مدار نبوت پر ہونا چاہیئے۔ اس لئے ہم مناظرانہ حیثیت سے مولوی محمد علی صاحب کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اس موقع کو غنیمت سمجھیں۔ اور نبوت مرزا پر بحث کو ٹال دیں۔" (اہلحدیث)

جنوبی افریقہ کو جانیوالے مسافروں کے لئے ہدایات

جانیسے پیشتر چیچک کا ٹیکہ لگوانا لازمی ہے

یونین گورنمنٹ نے حکومت ہند کو مطلع کیا ہے کہ کسی ہندوستانی کو جو جہاز پر سوار ہونے سے عین پیشتر ہندوستان کے کسی حصہ میں رہا ہو یونین میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تاوقتیکہ وہ بندرگاہ کے افسر صحت یا کسی دوسرے افسر کے جسے اس بارہ میں وزیر شعبۂ صحت عامہ یورپین گورنمنٹ سے باضابطہ اختیار ملا ہو۔ سامنے ایسی شہادت پیش نہ کرے۔ جس کی بناء پر افسر مذکور کو مندرجہ ذیل امور کے متعلق اطمینان ہو جائے۔

(الف) ہندوستان سے تاریخ روانگی سے کم از کم بارہ دن اور زیادہ سے زیادہ تین سال پیشتر اسے چیچک کا کامیاب ٹیکہ لگایا جا چکا ہے۔ یا

(ب) اس جسم پر مرض چیچک کے نشان پہلے سے موجود ہیں۔ یا

(ج) اس پر پہلے کا میاب ٹیکہ یا کسی اور وجہ سے ٹیکہ یا مقررٹیکہ لگانے سے اثر نہیں ہوتا۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

ملازمین کی ضرورت

ریلوے میں لیڈی ٹکٹ اگزیمینر کی ضرورت

(۱) راولپنڈی ڈویژن کو ایک لیڈی سپیشل ٹکٹ اگزیمینر کی ۶۵-۲/۵-۸۵ روپیہ ماہوار تنخواہ پر ضرورت ہے درخواست کنندہ میٹریکولیشن امتحان پاس ہونی چاہیئے کم از کم سیکنڈ ڈویژن اردو میں گفتگو کر سکتی ہو۔ ریلوے ملازمین کی بیوگان کی صورت میں میٹریکولیشن پاس ہونے کی شرط ہٹا دی جائے گی۔

(۲) نیز دو نرس دائیوں کی ضرورت ہے۔ ایک مستقل پشاور چھاؤنی کے لئے اور دوسری فی الحال عارضی ایک سال کیلئے کندیاں ضلع میانوالی کیلئے تنخواہ کا گریڈ ۳۰-۵-۵-۲/۵-۶۰ روپیہ ماہوار ہے۔ موخرالذکر کسی مسلمہ ہسپتال یا ادارے کی نرس دائی سند یافتہ ہونی چاہیئے۔ ڈوائفری اور ڈسپنسنگ کا کام جاننے والی کو ترجیح دی جائیگی۔ عرضی مطبوعہ فارم پر بھیجی جائے۔ جو ایک روپیہ (عہ) قیمت پر راولپنڈی۔ پشاور چھاؤنی۔ جہلم۔ دہلی۔ سکھر۔ کراچی۔ انبالہ۔ فیروزپور۔ امرتسر۔ لائلپور۔ سرگودہا۔ اور ملتان سٹیشنوں سے ملسکتی ہیں۔

عرضی کے ہمراہ مصدقہ نقول سرٹیفکیٹوں کی ۲۰ر جنوری ۱۹۳۷ء تک بھیج دی جائیں۔ منتخب شدہ امیدوار کو یکم فروری ۱۹۳۷ء اپنے خرچ پر دس بجے دن ریلوے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں انٹرویو کے لئے آنا ہوگا۔

پرنٹر کی ضرورت

ایجنٹ محکمہ ریلوے لاہور کو ایک پرنٹر کی ریلوے چھاپہ خانہ کے لئے ضرورت ہے۔ جو سابقہ تجربہ کام کار کھتا ہو اور ۴۵ سال سے زائد عمر کا نہ ہو۔ اسامی آٹھ ماہ کیلئے رخصت کے سلسلہ میں عارضی ہے۔

درخواست میں عمر۔ لیاقت۔ تجربہ اور اس کے ہمراہ نقول سندات یکم فروری ۱۹۳۷ء تک ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کے نام بھیجدی جائیں

ہیڈ کلرک کی ضرورت

لاہور ڈسٹرکٹ بورڈ کو ہیڈ کلرک کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۹۰-۶-۱۲۰-۶-۱۵۰ روپیہ ماہوار جس پر ۱۵ فیصدی تخفیف ہوگی۔ کم از کم گریجوایٹ اور لاہور ضلع کا باشندہ ہو۔ زمیندار کو ترجیح دی جائے گی۔ منتخب شدہ امیدوار ایک سال امتحاناً کام کریگا۔ درخواستیں بنام چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ لاہور۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۳۷ء سے پہلے پہنچ جانی چاہئیں!

(الفضل سے نقل کردہ خبر کے مطابق مسجد فضل لندن کے افتتاح کی تقریب پر ۱۹ مسلمان ممالک کے سفراء کو مدعو کیا گیا تھا۔ ۱۲ نے شرکت کی ۷ نے معذرت کر دی)